مولانا دین محمد وفائی کا دینی وادبی سوانح نگاری پر کام: ایک تحقیقی جائزہ

A RESEARCH REVIEW OF MAULANA DIN MUHAMMAD WAFAI'S WORK ON RELIGIOUS AND LITERARY BIOGRAPHY

Asfan Khatoon Khushk*, Dr. Bashir Ahmed Rind**

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com || P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 4, No. 2 || July -December 2018 || P. 84-105

DOI: 10.29370/siarj/issue7ar5

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue7ar5

License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0

ABSTRACT:

Maulana Din Mohammad Wafai was an eminent religious scholar, freedom fighter, journalist, columnist, historian, and best biographer. There are many important aspects of his life, each of which is required to write permanent articles. This article presents an overview of his biographical work .His services are so extensive in the biography that the personality of the biographer is well known. One of the topics of his biography is the biography of the companions. The biography of saints and the scholars have been his subject. Various personalities on the subject of biography were constantly written in the form of editorials or impressions during his journalistic career, as well as his excellent book on the subject of "Tazkara Mashkir Sindh". Hence, all of his biographical services are presented in this article along with all types of biographical reviews.

Keywords: Din Muhammad Wafai, Biography ,Scholars, Religious , Sindh, Literary

کلیدی الفاظ: وفائی، سوانح نگاری، مشاہیرِ سندھ، ادبی، دینی

* Ph.D. Scholar Department of Comparative Religion and Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro. Email: afsankhatoon2018@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-6813-7922

** Associate Professor, Department āof Comparative Religion and Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro Email: bashir_rind2006@yahoo.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9781-1106

تعارف:

مولانا دین محمد وفائی کو سندھ کی تاریخ، زبان اور ادب سے بہت دلچسپی تھی۔ یہی سبب تھا کہ مولانا وفائی نے سندھ کی تاریخ، سندھ کے عُلماء، اُدباء اور محققین کے تذکروں اور سوانح پر بہت محبت اور دلچسپی سے تحقیقی کام کیا۔ سوانح نگاری (بائیو گرافی) کو علم اور ادب میں بڑی اہمیت حاصل ہے، کیوں کہ اس کے ذریعے تاریخ کے ایک مخصوص دور کی رہن، سہن، تہذیب و تمدن اور سماجی حیات کا نمونہ کچھ اس طرح نکھر کر سامنے آجاتا ہے کہ پڑھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ دنیا کی مختلف زبانوں اور سندھی زبان میں، علماء، شعراء، ادباء اور نامور شخصیات کی سوانح، اور ان کے علمی اور ادبی کارناموں پر مشتمل بیاض یا تذکرہ نویسی کا رجحان عرصے سے جاری رہا ہے۔ لیکن ابتدائی تذکرے اور سوانحی کتب زیادہ تر سندھ کے فارسی شعراء کے بارے میں لکھے گئے ہیں۔ جیسے: مقالات الشعراء: میر علی شیر قانع ٹھٹوی، تحفۃ الکرام: میر علی شیر قانع ٹھٹوی، تکملہ مقالات الشعراء: محمد ابراہیم خلیل۔ اگرچہ ضمنی طور پر کچھ سندھی شاعروں، عالموں اور ادیبوں کے تذکرے بھی ان کتب میں موجود ہیں، لیکن ان کی زبان فارسی ہونے کی وجہ سے سندھی زبان میں سندھ کی نامور شخصیتوں، عالموں ادیبوں، شاعروں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نامور لوگوں کے تذکرے اور سوانح خالص سندھی زبان میں موجود نہیں ہیں۔ میر عبدالحسین سانگی نے شاہ عبداللطیف کے تذکرے اور سوانح پر قلم اٹھایا تو اس نے بھی فارسی میں ''لطائف لطیفی'' کے نام سے کتاب لکھی۔

اس وجہ سے مولانا دین محمد وفائیؒ جیسے محقق عالم وادیب نے اس موضوع پر خاص طور پر طبع آزمائی کی۔ ان کا یہ معمول تھا کہ ماہوار ''توحید'' کے شماروں میں ہر ماہ وفات پانے والے نامور عالموں، ادیبوں، شاعروں، بزرگوں، سیاستدانوں پر تاثرات لکھا کرتے تھے۔ ان کے ایسے مضامین کو ان کی سوانح نگاری کا پہلا قدم شمار کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے مستقل طور پر سندھ کی نامور شخصیات کی سوانح پر تحقیقی کام کو آگے بڑھایا۔ اور ان کی نوکِ قلم سے بہت سی گمنام ہستیوں کا تعارف پڑھنے والوں کے سامنے آیا۔ اس مقالہ میں ان کی ایسی تحقیقات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

مولانا دین محمد وفائی کا مختصر تعارف وخدمات:

مولانا دین محمد وفائی کے والد کا نام گل محمد بھٹی تھا۔ موصوف 14 اپریل 1894ع مطابق 27 رمضان المبارک 1311ھ تعلقہ گڑھی یاسین ضلع شکارپور کے گائوں کھتھی عرف نبی آباد میں پیدا ہوئے([1])۔ ابتدائی تعلیم کتاب ''پند نامہ'' تک اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ ابھی نو سال کے تھے کہ اپنے والد کی شفقت سے محروم ہوگئے،

[1] Abto,Habib: Molana Din Muhammed Wafai,Department of Culture and tourism, 1940 AD, P 6

اس کے بعد والدہ نے موصوف کی پرورش کی۔ باقی تعلیم حاجی محمد اسلم، مولانا محمد قاسم گڑھی یاسینی، مولانا خادم حسین جتوئی اور مولانا غلام عمر جتوئی سے حاصل کی۔ 19 برس کی عمر میں مدرسی تعلیم سے فارغ التحصیل ہوئے[2]۔ مولانا دین محمد وفائی اہلِ حدیث مکتبِ فکر سے وابستہ تھے۔ معاشرتی زندگی میں بہت روادار، مذہبی اور سیاسی زندگی میں بہت راسخ، صاحبِ فکر اور اعلیٰ سیرت کے مالک، جرأتمند، نہایت بیباک اور بہادر انسان تھے۔ مولانا صاحب کچھ عرصہ تک رانی پور ٹھلاھ میں درس وتدریس سے منسلک رہے۔ پھر ساری زندگی صحافت، سیاست اور تصنیف وتالیف کے شعبوں سے وابستہ رہے۔ دین اسلام کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کا اولین مقصد رہا۔ 1916ع میں قادیانیت کے فتنے کے خاتمے کے لیے رانی پور سے رسالہ **"صحیفہ قادریہ"** جاری کیا[3]، 1918ع میں ٹھلاہ سے علمی ادبی رسالہ **"الکاشف"** جاری کیا[4]۔ پہلی عالمی لڑائی کے خاتمے پر خلافتِ تحریک کی ابتدا ہوئی۔ انگریز کے کہنے پر ترکی کے خلیفے کے خلاف اور شریفِ مکہ کے حق میں مولوی فیض الکریم نے ایک رسالہ **"تحقیق الخلافت"** تصنیف کیا۔ جس کی رد میں مولانا تاج محمد امروٹیؒ کی نگرانی میں مولانا وفائی نے **"اظہار الکرامۃ"** کے نام سے ایک کتابچہ تالیف کیا۔ جو فروری 1920ع میں "لاڑکانہ خلافت کانفرنس" کے موقع پر شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ مولانا صاحب کو ان کی خدمات کے پیشِ نظر جمعیت علماء سندھ کا ناظم مقرر کیا گیا۔ اس سے پہلے جب **"الوحید"** اخبار کا اجراء ہوا تو مولانا صاحب کو اس کا معاون ایڈیٹر مقرر کیا گیا[5]۔ 1922ع میں شدھی تحریک شدت پسند ہندوؤں نے شروع کی۔ 1923ع میں مولانا صاحب نے رسالہ **"توحید"** کا اجراء کیا، جس میں مولانا صاحب شدت پسند ہندوؤں اور قادیانیوں کے خلاف مدلل طور پر بے باکی سے لکھتے رہے۔ شدھی تحریک کے اثرات کے سبب سنجوگی شیخوں کے مرتد ہونے کا خطرہ منڈلاتا ہوا نظر آیا، تو اس فتنے کے خاتمے کے لیے بھی مولانا صاحب نے بہت سخت جدوجہد کی۔

1927ع میں مولانا وفائی صاحب نے سکھر سے **"الحزب"** اخبار کا اجراء کیا۔ یہ اخبار سات ماہ تک جاری رہ سکا[6]۔ اس کے بعد مولانا صاحب پھر سے **"الوحید"** اخبار سے وابستہ ہوگئے۔ 1934ع سے ماہنامہ **"توحید"** کو دوسری بار شروع کیا۔ جو موصوف کی وفات (1950ع) سے ایک سال بعد تک جاری رہا[7]۔ ماہوار **"توحید"** میں مولانا

---

2 Shah Jahanpoori, Abu Salman: Molana Din Muhammed Wafai, Molana Din Muhammed Wafai Academy Karachi,1992, P 21

3 Ranipoori, Muhammed Sadiq, Hakeem,ArTicle" Yadgar Wafai, P 117.

4 Abto,Habib: Molana Din Muhammed Wafai, P 9

5 G.M. Syed, Article" Yadgar Molana Wafai, P 126.

6 Wafai Din Muhammed Molana " Khod Nawisht"Shamil Kitab Molana Din Muhammed Wafai By Dr. Abu Salman Shah Jahanpoori, P 24

7 Shah Jahanpoori, Abu Salman: Molana Din Muhammed Wafai, P 304

وفائی نے نہایت اہم دینی، علمی اور تاریخی موضوعات پر مضامین شائع کیے۔ اس رسالے کے اجراء کا اہم مقصد معاشرتی اصلاح تھا، جس کے تحت مولانا وفائی نے اپنے اداریوں میں جاہلانہ و شرکیہ رسومات، علمائے سوء اور جاہل مسند نشینوں کے خلاف خوب قلمی جہاد کیا۔ 1936ع میں **"الوحید"** کا سندھ آزاد نمبر شایع کرنا بھی ان کی اہم خدمات میں شمار کیا جاتا ہے(8)۔ 1943ع میں الوحید چھوڑنے کے بعد ماہوار توحید کے پلیٹ فارم سے تصنیف وتالیف اور تحقیقی کاموں میں مصروف رہے۔ 1940ع میں سندھ سرکار کی طرف سے سندھی ادب کی ترقی کے لیے قائم کردہ **"مرکزی صلاح کاری بورڈ"** کی طرف سے **"جامع سندھی لغات"** کے لیے ایڈیٹرس کمیٹی میں شامل کیے گئے۔ بالآخر یہ علم وادب کے مخزن 10 اپریل 1950 کو اس فانی جہان سے کوچ کر گئے۔

مولانا دین محمد وفائی کا سوانح نگاری پر کام اور اس کا تحقیقی جائزہ:

سندھ کی تاریخ، زبان اور ادب سے مولانا وفائی خاص طور پر دلچسپی رکھتے تھے۔ جس کی بدولت مولانا صاحب نے سندھ کی تاریخ، سندھ کے عالموں، ادیبوں اور محققوں کے تذکروں اور سوانح پر بہت زیادہ کام کیا۔ ماہنامہ "توحید" کے شماروں میں ہر ماہ وفات پانے والے نامور عالموں، ادیبوں، شاعروں، بزرگوں، سیاستدانوں کے اوپر جو تاثرات اور احوال لکھا کرتے تھے، وہ ان کی سوانح نگاری کا ایک اہم حصہ شمار ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم ان مضامین کا ذکر شامل کرتے ہیں، جو اس نے ماہنامہ "توحید" میں لکھے تھے۔

عنوان	"توحید" کا شمارہ
1). قاضی اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی	مارچ 1926ء
2). وفات استاد صاحب (مولانا غلام عمر جتوئی)	مئی 1934ء
3). مولانا نور محمد نظامانی	نومبر 1934ء
4). ڈاکٹر محمد اقبال کی وفات (شاعر اور فلاسفر)	اپریل 1934ء
5). آہ! جام مراد علي خان (لسبیلہ کے نواب)	جنوري 1938ء
6). سید سردار علي شاہ مرحوم کی مختصر سوانح عمري	اپریل 1939ء
7). مرحوم سید سردار علي شاہ	مئي 1938ء
8). حکیم غلام عمر آریجہ	جنوري 1940ء

8 Ibid, P 285

9). آہ! حاجي عبدالغنی	جنوري 1941ء
10). آہ! مولوی محمد شفیع کاتب	جولاء 1941ء
11). آہ! مولانا محمد عاقل	دسمبر 1941ء
12). حاجي عبداللہ ہارون کی وفات	مئي 1942ء
13). آہ! حکیم محمد قاسم	مئي 1942ء
14). آہ! حکیم فتح محمد سیوہانی: عالم اور سیاسی کارکن	دسمبر 1942ء
15). شہید وطن اللہ بخش خانؒ	اپریل – مئي 1943ء
16). مولانا اشرف علي تھانوی کي وفات (عالم – بزرگ)	آگست 1943ء
17). آہ! منشي عبدالغنی	آکتوبر – دسمبر 1943ء
18). قاضي خدا بخش کا قضیہ	جنوري – فروري 1944ء
19). حضرت مولانا سندھی کی یاد میں (عالم، فلاسفر اور سیاستدان)	جولاء۔ آگست 1944ء
20). علامہ موسی جاراللہ روسی (عالمی شہرت یافتہ عالم دین)	جنوري 1945ء
21). بھائی میر محمد کی وفات (مولانا وفائی کے بھائی)	مارچ 1946ء
22). میاں نور محمد عبدوی (شاعر)	نومبر۔ دسمبر 1946ء
23). سید محمد علی شاہ	جنوري۔ فروري 1948ء
24). آہ! حاجی علی محمد خان مری (سیاستدان)	اپریل 1949ء

ان کے علاوہ ''توحید'' کے مختلف شماروں میں درج ذیل شخصیات کی سوانح وتاریخ پر کچھ اہم مضامین ملتے ہیں:۔

1- فاتح سندھ کی موت: ایک عظیم تاریخی غلطی

فاتح سندھ محمد بن قاسمؒ کے بارے میں مولانا وفائیؒ کا یہ مضمون ''توحید'' کے مئی 1936ع کے شمارے میں شائع ہوا۔

2- مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی

سندھ کے ایک نامور عالم دین اور فقیہ کی سوانح اور شخصیت کے بارے میں مولانا وفائی کا مضمون ''توحید'' کے جولاء 1936ع کے شمارے میں شائع ہوا۔

3-پیر محمد اشرف قریشی کامارو شریف

سندھ کے نامور شاعر اور روحانی شخصیت پیر محمد اشرف کی شخصیت اور سوانح کے بارے میں مولاناوفائی کا یہ مضمون ''توحید'' کے نومبر۔دسمبر 1939ع کے شمارے میں چھپا۔

روزنامہ ''الوحید'' کی ادارت سنبھالنے کے زمانے میں، جب مولاناوفائی نے سندھ کے بمبئی سے جدا ہونے کے سال 1936ع میں 15 جون 1936ع کا شمارہ اسپیشل ایڈیشن کے طور پر شائع کیا، تو اس میں **"سندھ کے چند مشہور بزرگ"** کے عنوان سے مولاناوفائی نے درج ذیل بزرگوں کی سوانحیں تحریر کی:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، علامہ محمد معین ٹھٹوی، شیخ محمد حیات سندھی، مخدوم ابوالقاسم نقشبندی، حاجی فقیر اللہ علوی، شاہ عنایت صوفی، میر علی شیر قانع، محسن ٹھٹوی، محمد علی سندھی، مخدوم عبدالواحد۔

''الوحید'' کے اسی ایڈیشن میں ''حضرت مولاناامروٹی صاحب"، "قریبی زمانہ کے سندھی لیڈر "اور"سندھ کے کچھ ہندولیڈر'' کے عنوانات کے تحت شامل کیے گئے مضامین بھی مولاناوفائی کی شاہکار سوانحی تحریریں ہیں۔

سیرت صحابہؓ:

علاوہ ازیں ہمعصر شخصیات اور تاریخ کی دوسری نامور شخصایت کی سوانح نگاری کے حوالے سے مولانادین محمد وفائی نے کچھ اہم کتب بھی تحریر کیں، جو علم وادب کی دنیا میں نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہیں۔

اگر مولاناوفائی صاحب کی سوانح نگاری کا جائزہ لیا جائے تو ان کی سوانح نگاری میں بنیادی اور خصوصی اہمیت ان کی ایسی کتب کو حاصل ہے۔ جو موصوف نے اصحابِ رسول ﷺ کے سوانح اور سیرت کے سلسلے میں تحریر کی ہیں۔ اس کے بعد ان کی سوانحی تحریروں میں کچھ اسلامی شخصیتوں کے تذکرے نمایاں نظر آتے ہیں۔ ذیل میں سب سے پہلے سیرت صحابہؓ کے متعلق ان کی کتب کا تجزیہ پیش کرتے ہیں، اس کے بعد ان کی دوسری کتب جو سوانح نگاری سے تعلق رکھتی ہیں، ان کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

1۔صدیق اکبرؓ

صفحات:126

ناشر: حکیم عبدالحق نورالحق تاجران کتب چوک گھنٹا گھر سکھر

چھپائی کا سال: چھپائی کا سال لکھا ہوا نہیں ہے، لیکن کتاب کے آخر میں مولانادین محمد وفائی صاحب نے درج ذیل عبارت تحریر کی ہے، جس سے کتاب کے شایع ہونے کا سال معلوم ہو جاتا ہے:

"الحمدللہ یہ رسالہ جس کا نام صدیق اکبرؓ ہے، جس کی تالیف کی ابتدا کراچی میں کی گئی تھی، آج سات ذوالحج 1945ھ مطابق 8 جون 1927ع کو اپنے اصلی وطن نبی آباد معروف کھتھی تعلقہ گڑھی یاسین میں پایہء تکمیل کو پہنچی[9]۔

جائزہ:

یہ کتاب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حیات مبارکہ اور اس کے کارہائے نمایاں کے تعارف پر مشتمل ہے۔ ایسی کتب کی اس دوٗر میں اشد ضرورت تھی، کیونکہ اس دوٗر میں عام لوگوں کو صحیح اسلامی عقیدوں اور تاریخِ اسلام کے واقعات اور ان سے جڑی اہم شخصیتوں کے بارے میں بہت کم معلومات میسر ہونے کی وجہ سے توہمات اور جاہلانہ رسوم اور رواجوں کا بول بالا تھا۔ مولانا وفائی اس کتاب کی وجہِ تالیف اس طرح بیان کرتے ہیں:

مسلمانوں کی سعادت کا بڑا سرمایہ ان کی اسلامی تاریخ میں موجود ہے۔ جب تک وہ اپنے بزرگوں کے حالات اور اخلاق وعادات سے پوری طرح واقف نہیں ہوں گے تب تک ان کی اصلاح اور ہدایت کی طرف رہنمائی مشکل نظر آتی ہے[10]۔

کتاب میں نیچے دیے گئے ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں:

نام اور نسب، قبولِ اسلام، مدنی زندگی، خلافت، سجاح (وہ عورت جس نے نبوت کا دعوی کیا) اور مسیلمہ کذاب، بحرین کے مرتدین، عمان کے مرتدین، عراق پر چڑھائی، تبوک کی لڑائی، جنگ فلسطین، جنگ دمشق، مسلمان عورتوں کی جنگ، حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات، نظم (تاریخِ وفات پر)، ذاتی حالات اور ان کا عام رہن سہن، علمی خدمات، بیویاں، اور اولاد، فضائلِ صدیق، اصحاب واہل بیت کے صدیق اکبرؓ کے شان میں اقوال، حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں حضرت علیؓ کی تقریر، صدیق اکبر کی کچھ خاص باتیں۔

اوپر دیے گئے ذیلی عنوانات کے تحت واقعات واحوال جامع انداز میں درج کیے گئے ہیں۔ کتاب کا اسلوب اور اندازِ بیان عام فہم اور سادہ ہے، اس کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کی بلند پایہ شخصیت کے گہرے اور باریک پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جیساکہ ایک جگہ حضرت ابو بکرؓ کے فہم اور فراست کی خداداد صلاحیت کو اس طرح سمجھایا گیا ہے:

شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو جب بھی کوئی مشکل سوال یا مشورہ در پیش ہوتا تو وہ اس پر اپنی عقل کی روشنی میں بہت ہی گہرائی سے سوچ بچار کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالی غیب سے حضرت ابو بکرؓ کی دل پر اپنی روشنی

9 Wafai Din Muhammed Molana " Siddique Akbar"Publisher, Hakeem Abdul Haq ,Noorul Haq, Tajirane Kutub, Sukker, Ed.4,p 125
10 Ibid

ڈالتے تھے۔ جس کی وجہ سے اس مسئلے کی حقیقت ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس روشنی یا نورِ ایمانی کو شریعت کی زبان میں فراست کہا جاتا ہے۔ جب بھی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس کے حل کے لیے پہلے قرآن سے رجوع کرتے تھے۔ جب قرآن مجید میں نہیں ملتا، تو حدیث کی طرف متوجہ ہوتے۔ جب کوئی حدیث بھی نہ ملتی تھی تو وہ صحابہ کرام سے رجوع کرتے تھے کہ فلاں معاملے میں آپ کو کوئی حدیث معلوم ہو تو بتائیں۔ اگر حدیث مل جاتی تو اس پر اللہ کا شکر کرتے تھے، اگر نہ ملتی تو صاحب رائے صحابہ کرام کو اکٹھا کر کے مشورہ کیا کرتے تھے، اور پھر عمل کرتے تھے[11]۔

اس طرح تصوف کے حوالے سے مصنف کی نیچے دی ہوئی وضاحت اس کتاب کو عملی حوالے سے ممتاز اور منفرد درجہ عطا کرتی ہے:

''تصوف، اسلام میں اندر کے تزکیے، روح کی صفائی اور قلب کی تطہیر کے لیے ایک ضروری علم ہے۔ اس کی بنیاد بھی پہلے صدیق اکبرؓ نے ڈالی۔ لاالٰہ الااللہ کی تلقین کے ذریعے نفس کے تزکیے کا طریقہ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے سمجھایا۔ دنیا کے مرشدوں کے مرشد جنید بغدادیؒ کا کہنا ہے کہ توحید اور تصوف میں سب سے اصولی قول حضرت صدیق اکبر کا ہے[12]۔

حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے زمانے میں جب ارتداد کا فتنہ پیدا ہوا تو اس کا سدباب کس طرح کیا گیا؟، اس کا ذکر اس کتاب کے اندر درج ذیل پیرائے میں ملتا ہے:

''مرتدوں نے پیغام بھیجا کہ زکواۃ معاف کی جائے تاکہ فقط نماز پڑھنے پر صلح کی جائے۔ اس معاملے میں صدیقِ اکبرؓ نے جماعت صحابہ سے صلاح ومشورہ کیا، جن میں حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے، ساروں کی یہی رائے تھی کہ نرمی اختیار کی جائے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے تو یہاں تک فرمایا کہ: اے رسول اللہ کے خلیفے! لوگوں کے دل جیتے جائیں اور نرمی کی جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ سن کر حضرت عمرؓ کو فرمایا: اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام: زمانہ جاہلیت میں تو تم بہت سخت تھے، اسلام میں آکر کمزور ہو گئے ہو؟۔ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، دین مکمل ہو چکا ہے۔ اب کیا میری ہی زندگی میں دین کو کمزور کیا جائے گا؟ اللہ کی قسم! اگر ان لوگوں نے زکواۃ میں سے ایک رسی بھی دینے سے انکار کیا تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اس کے بعد پوری طاقت کے ساتھ مرتدوں کو ختم کرنے پر تل گئے اور برابر گیارہ مہینوں تک اس مشکل کام کو مکمل کرنے میں لگے رہے، یہاں تک کہ ان کی قوت ہمیشہ کے لیے ختم کر دی[13]۔

یہ کتاب، اپنے قارئین کو تاریخ اور واقعات کی معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دینی رہنمائی کا سامان بھی فراہم

[11] Ibid P 73.74
Ibid P 79[12]
[13] Ibid P 121.122

کرتی ہے۔

2۔فاروق اعظمؓ

پہلی جلد، صفحات:160

سال اشاعت:1345ھ 1927ء

ناشر:اسلامیہ بک ایجنسی۔ سکھر

دوسری جلد، ناشر حکیم عبدالحق، حکیم نورالحق تاجران کتب سکھر۔سال:1963ع

جائزہ:

اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری اور ان کی خلافت کے دوَر میں پیش آمدہ تواریخی واقعات کا ذکر اور بیان کیا گیا ہے۔

کتاب میں درج ذیل عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

نسب اور ولادت، قبولِ اسلام اور ہجرت، ہجرت کے سالِ اول سے لیکر رسول اللہ ﷺ کی وفات تک، واقعہ قرطاس ، سقیفہ بنی ساعدہ، حضرت ابو بکرؓ کی خلافت، خلافت اور فتوحات، فتوحاتِ عراق، بویب کی جنگ رمضان سن 14ھ، جنگ قادسیہ اور فتح، فتوحاتِ شام، فتح دمشق، فحل کا واقعہ، فتح حمص سن 14ھ، یرموک 5 رجب 15ھ، بیت المقدس 16ھ، حضرت خالد بن ولید کا موقوف ہونا، عمواس کی وبا 18ھ، جزیرہ کی فتح، خورستان، عراقِ عجم سال 21ھ، ایران پر عام چڑھائی 21ھ، آذربائیجان 22ھ، طبرستان، آرمینیا، فارس، کرمان، سیتان، مکران، خُراسان کی فتح اور یزد گرد کا فرار ہونا، مصر کی فتح، سکندریہ کی فتح، حضرت عمرؓ کی شہادت، فتوحاتِ فاروقی پر ایک نظر، خلافتِ فاروقی اور مذہبی حالات، سیاست اور عدل فاروقی، ذاتی حالات، بیویاں اور اولاد، اختتام۔

کتاب کے مصنف حضرت عمر فاروقؓ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ''مقدمہ'' میں لکھتے ہیں:

''اسلام کے آنے کے بعد عرب میں جتنے نامور خلفاء یا بادشاہ گزرے ہیں، ان میں یقیناً اسلامی حکومت کی بنیادیں مضبوط کرنے میں اور اس کو دنیا پر غالب کرنے میں نامور خلفاء یا بادشاہوں میں سے کوئی اور خلیفہ یا حاکم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے برابر آج تک نہیں گزرا۔ مسلم تاریخ نویسوں سے لے کر عیسائی مؤرخوں تک سب یک زبان حضرت عمر فاروقؓ کی حکمرانی، تدبیر اور دانشمندی کے قائل ہیں۔''[14]

---

[14] Wafai Din Muhammed " Farooq Aazam" Publisher, Islamia book agency Sukker, 1963, P 1

بیت المقدس حضرت عمرؓ کے دوِر خلافت 16 ہجری میں فتح ہوا۔ وہ ایسا تاریخی واقعہ ہے، جس کو مولانا وفائی صاحب نے اپنے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

''حضرت ابو عبیدہؓ نے قنسرین فتح کرنے کے بعد بیت المقدس کی طرف قدم بڑھائے، جس کی وجہ سے عیسائی ہمت ہار بیٹھے اور صلح کی درخواست کی۔ مگر انہوں نے یہ شرط رکھی کہ حضرت عمرؓ خود یہاں تشریف لے آئیں اور معاہدۂ صلح خود لکھیں۔ جناب ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا، خط دیکھ کر آپ نے اصحاب رسول سے مشورہ کیا اور بالآخر روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ حضرت علی کو اپنی جگہ نائب مقرر کر کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمرؓ کا یہ سفر کسی تجمل شاہی کے ساتھ نہیں ہو رہا تھا۔ نہ گھوڑے اور غلام تھے اور نہ ہی خیمے تھے۔ فقط دو چار اصحابِ رسول اور ایک گھوڑا سواری کے لئے تھا۔ مگر جہاں بھی ان کی آمد کی آواز پہنچتی تو زمین دہل جاتی۔ بالآخر بیت المقدس کے قریب شہر جابیہ میں پہنچے۔ یہاں یزید بن ابی سفیانؓ، خالد بن ولیدؓ اور دوسرے عرب سرداروں نے ان کا استقبال کیا اور وہاں پر ہی جابیہ کے عیسائیوں کو تحفظ دینے کے لئے معاہدہ لکھا گیا۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمرؓ بیت المقدس میں داخل ہونے کے لئے روانا ہوئے۔ حضرت عمر کی سواری کے گھوڑے کے نعل گھس چکے تھے، جس وجہ سے وہ چلنے کے قابل نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ اس سے اتر کر پیادل چل پڑے، سواری کے لئے عمدہ گھوڑا پیش کیا گیا، لیکن وہ سخت شوخی اور سرکشی کرنے لگا، تو حضرت عمر اس سے بھی اتر گئے۔ پیدل چل کر جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو حضرت ابو عبیدہؓ اور دوسرے اسلامی فوجی افسروں نے استقبال کیا۔ حضرت امیر عمرؓ کا لباس بہت معمولی اور سادہ سا تھا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شرم آنے لگی کہ عیسائی کیا کہیں گے، تو لوگوں نے ترک گھوڑا اور عمدہ لباس پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عزت دی ہے، وہ اسلام کی عزت ہے اور وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ پھر اسی حالت میں بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے داؤد علیہ السلام کے محراب پر سجدہ داودی کی آیت پڑھ کر شکرانہ کا سجدہ ادا کیا۔ اس طرح فتح بیت المقدس کا واقعہ پورا ہوا''([15])۔

3۔ سیرتِ حضرت عثمانؓ

جلد اول: 1928ع

صفحات: 117

ناشر: حکیم محمد عبدالحق، سکھر

دوسری جلد: 1963ع

[15] Ibid, P 117.118.

صفحات:163

ناشر: حکیم عبدالحق، نورالحق تاجران کتب، گھنٹا گھر چوک، سکھر

اس کتاب میں درجِ ذیل عنوانات کے تحت حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ثالث کی زندگی کا بیان، ان کی سیرت اور دورِ خلافت کے کارناموں اور سرگرمیوں کو جامع انداز میں قلمبند کیا گیا ہے:

خاندان اور ولادت، قبول اسلام، رسول اللہ کی بیٹیاں، ہجرت، خلافت، خلافتِ عثمانی پر ایک نظر، قتل ہرمزان، فتوحاتِ عثمانی، حضرت سعدؓ کی معزولی، آذر بائیجان پر حملہ، رومیوں کی شورش، امیر معاویہ کا روم پر حملہ، آفریکا کی فتح، دریائی حملے، ایک حدیث کی پیشنگوئی، بیبی ام حرام کی وفات، سرکاری عملداروں میں تبدیلیاں، ایران کی بغاوت، مسجد نبوی کی مرمت، جناب ابوذر غفاری کا اختلاف، رومیوں کے ساتھ بحری لڑائی، خراساں پر حملہ، فتنہ کا آغاز، فسادیوں کی کوفہ سے روانگی، شیعہ مذہب کی بنیاد، مدینہ میں صحابہ کا حضرت عثمان کے پاس آنا۔ فسادیوں کی مدینہ کی طرف روانگی، مصر والوں کا واپس آنا اور خط کا واقعہ، حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ، محاصرے کی سختی، حضرت عثمان کی شہادت پر محققانہ نظر، خلافت کا خاتمہ، فضائل عثمان، عادات اور عام نشست و برخواست، حکیمانہ اقوال، شکل اور لباس، اولاد اور بیویاں۔

4۔ حیدرِ کرارؓ

پہلی جلد

صفحات:171

اشاعت کا سال:1931ع

ناشر: حکیم محمد عبدالحق مالک اسلامیہ بک ایجنسی سکھر

دوسری جلد

صفحات:171

اشاعت کا سال:1964ع

ناشر: حکیم عبدالحق، حکیم نورالحق تاجرانِ کتب سکھر

مذکورہ بالا حضرت عثمانؓ کی حیات مبارکہ کے بارے میں کتاب کے دیباچہ میں مولانا وفائی نے اظہار کیا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کے اوپر بھی کتاب لکھیں گے، جبکہ ''حیدر کرار'' کے دیباچہ میں لکھا ہے:

'' اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے پیارے چار اصحاب میں سے اسلام کے بڑے نامور اور بڑے مرتبہ والے

بزرگ امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی حیات مبارکہ کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کے لکھنے کا خاکسار نے ''سیرت عثمانؓ'' کے دیباچہ میں وعدہ کیا تھا''([16])۔

مولانا صاحب اس عرصہ کے دوران مختلف اخباروں کی صحافتی ذمیواریوں سے بھی وابستہ رہتے تھے اور کراچی سے ماہنامہ ''توحید'' بھی نکالتے تھے،اس کے باوجود ان کتابوں میں انہوں نے سخت محنت سے تحقیق کی، موصوف نے ''حیدر کرار'' کے دیباچہ میں لکھا ہے:

''میں نے اپنی طاقت کے مطابق بالکل درست اور سچے واقعات معلوم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ مجھے امید ہے کہ علمی ذوق رکھنے والے اور تاریخ کا علم رکھنے والے حضرات جب میری اس تالیف اور اس سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لکھی گئی سندھی زبان میں تاریخی کتب کو سامنے رکھیں گے تو ان کو تاریخی تحقیق میں کافی فرق نظر آئے گا''([17])۔

وفائی صاحب کو،اس کے ساتھ علمی کام کے حوالے سے ناقدری کا بھی اعتراف تھا؛ چنانچہ وہ اس بات کی شکایت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''آج سندھ میں علم رکھنے والوں کی قدر نہیں ہے۔ ورنہ مجھے یقین ہے کہ میری کتاب " سیرتِ عثمان " اور ''حیدر کرار'' جس پائے کی ہیں اس پائے کی کسی اور زبان میں نہیں لکھی گئی ہوں گی''([18])۔

5۔خاتون جنتؓ

پہلی جلد: صفحات 56

سالِ اشاعت: 1928ء

پبلشر: محمد عبدالحق مالک اسلامیہ بک ایجنسی سکھر

دوسری جلد، صفحات: 62

سالِ اشاعت: 1963ء

پبلیشر: حکیم عبدالحق، حکیم نورالحق تاجران کتب۔ سکھر

مولانا وفائی صاحب نے یہ کتاب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

---

[16] Wafai Din Muhammed “ Hydere Karrar” Publisher: Hakeem Muhammed Abdul Haq,Tajir e Kutub Sukker, 1931, P 3.
[17] Ibid, P 4.
[18] Ibid, P 5.

سیرتِ طیبہ پر لکھی ہے۔ آپ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اسلامی عورتوں میں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس بلند پایہ اور عظیم الشان عزت و رتبہ والی خاتون ہیں اس جیسی کوئی اور عورت ہو نہیں سکتی۔ حضرت سید الانبیاء خاتم المرسلین محبوب رب العالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہونا اتنا فخر، شرف اور شان ہے کہ کسی اور لقب یا وصف دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے مگر اس کے ساتھ حضرت سیدۃ النساء میں جو ذاتی طور پر فضیلتیں اور پاک خصلتیں تھیں وہ بھی ایک انسان کے دل میں بزرگی اور عزت پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں''([19])۔

6۔ حیات جاودانی تذکرہ غوث اعظمؒ

پہلی جلد

سال: 1927ع

صفحات: 60

پبلشر: حکیم محمد عبدالحق صاحب عمدۃ الحکماء سکھر

مصنف نے اپنی اس کتاب کا انتساب درگاہِ قادریہ رانی پور شریف کے سجادہ نشین جناب پیر ابو محمد سید صالح ثالث آفندی کی طرف کیا ہے: ([20])۔

تاریخ اسلام کی مانی ہوئی بزرگ ہستی سید عبدالقادر جیلانیؒ کی شخصیت، سیرت اور اس کی حیات طیبہ پر یہ اپنی نوعیت کی سندھی زبان میں پہلی کتاب مانی جاسکتی ہے، جس میں تفصیلی طور پر ان کی سیرت اور سوانح کو قلم بند کیا گیا ہے۔

مصنف دیباچہ کی ابتدا میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسلام کی دوسری صداقتوں سے قطع نظر فقط اس دین کے اولیاء اللہ کی طرف دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ دنیا کا کوئی بھی مذہب اتنے اہل اللہ پیش کر نہیں سکا جتنے کہ اسلام نے پیش کیے ہیں۔ اسلام کے اولیاء اللہ کے گروہ سے جناب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا وجودِ مسعود اسلام کی سچائی کے لئے ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ بزرگ اسلام میں اتنے بلند پایے کے گزرے ہیں کہ اہلِ اسلام ان پر جتنا بھی فخر اور ناز کریں اتنا کم

[19] Wafai Din Muhammed " Khatoon e Jannat" Ed.1st,Publisher: Muhammed Abdul Haq, Malik Islamia Book Agency, Sukker, 1928, P 2.

[20] Wafai Din Muhammed Molana " Hayat e Jawidani,Tazkirae Ghoth e Aazam"Publisher, Hakeem Muhammed Abdul Haq, Islamia Book Agency, Sukker, 1927,P 2

ہے"([21])۔

جائزہ:

کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت نہایت ہی مفید معلومات دی گئی ہے۔

نام اور لقب، نسب، ولادت، علم کے لئے سفر، مجاہدہ، فائدہ، حضرت پیر کا خرقہ اور طریقہ بیان، عبادت اور رہن سہن کا بیان، حلیہ اور لباس، حضرت پیر کے مذہبی خیالات، قصیدہ غوثیہ، اولاد، وفات۔

مصنف چونکہ اپنے دوٗر کے ایک محقق عالم تھے، لہذا اس نے اپنی اس کتاب میں بجائے عام رواجی کتب کے، مستند کتب سے حوالے لیکر کتاب کو تاریخی اہمیت بخشی ہے، جیسے: انوار المفاخر، بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، تفریح الفاطر وغیرہ۔

7۔ راحت الروح (تذکرہ مخدوم نوح سرورؒ ہالائی)

پہلی جلد: 2006ع

صفحات: 148

پبلشر: سندھی ادبی بورڈ جامشورہ

اس کتاب میں مولانا وفائی صاحب نے سندھ کے ایک بہت بڑے بزرگ اور عالم مخدوم نوح سرورؒ ہالائی کی سوانح، شخصیت، سیرت اور ملفوظات کو جامع انداز میں لکھا ہے۔

یہ کتاب مولانا وفائی صاحب نے 1926ء میں لکھی تھی مگر بدقسمتی سے اتنا بڑا علمی شاہکار 80 سال کے عرصہ تک قلمی کتب کے ذخیرے میں شامل رہا۔ بالآخر مخدوم جمیل الزمان اور ڈاکٹر گل حسن لغاری کی کوششوں سے سندھی ادبی بورڈ نے اسے 2006ء شایع کرایا۔

اس کتاب لکھنے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مصنف، دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"مجھے کافی مدت سے حضرت مخدوم صاحب کے حالات کو جمع کرنے کا خیال تھا، لیکن "کل امر مرھون باوقاتھا (ہر کام اپنے مقرر وقت پر ہوتا ہے) کے سچے مقولے کے تحت یہ خیال پردۂ التواء میں رہتا آیا۔ آخر اس سال جبکہ خاکسار کو، مولانا پیر مخدوم میاں غلام حیدر صاحب سجادہ نشین پانزدھم درگاہ شریف ہالا نواں کی خدمت میں ان کی طلب پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا، تب جاکر میرے اس پرانے رادہ کا دوبارہ تذکرہ ہوا۔ حضرت مولانا میاں غلام حیدر نے، مخدوم نوح سرورؒ کے سوانحی حالات لکھنے کے لئے بندے کو ارشاد فرمایا۔ اسی حکم کی تعمیل میرے پرانے ارادہ کی تکمیل

[21] Ibid P 1.

کا باعث بنی"([22])۔

اس کتاب لکھنے میں مصنف کو جن قلمی کتب سے مدد ملی، ان کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر گل حسن لغاری اپنے اظہار تشکر میں لکھتے ہیں:

"مولانا وفائی صاحب مرحوم نے، جن قلمی نسخوں سے مدد لی ہے، ان کا خود وفائی صاحب نے ذکر فرمایا ہے، جو بنیادی قلمی نسخے ہیں، جن میں مولانا غلام حیدر صدیقی کا لکھا ہوا فارسی بیاض "سفینۃ النوح" اور اس کے علاوہ "کنوس فخریہ"، "دلیل الذاکرین"، "سراج العارفین"، "رسالہ انیس الفقراء"، رسالہ فتحیہ" اور ارشاد الطالبین" شامل ہیں([23])۔

نیچے دیئے ہوئے عنوانوں کے تحت کتاب کو ترتیب دیا گیا ہے:

نسب، اور قومیت، ولادت باسعادت، نام مبارک، تعلیم وارشاد، قصیدہ وفضائلِ کلمہ شریف لاالٰہ الااللہ، قرآن دانی اور علمی جواب، تعبیر خواب، خواب کی حقیقت، معمولات، قرآن شریف کی خاصیات، کرامات، ملفوظات، طرز معاشرت، غوث الحق کے مرید اور یاران طریقت، ازواج اور اولاد، وفات حسرت آیات، قطع تاریخِ تالیف، شجرہ مبارک۔

8۔ لطف اللطیف

پہلی جلد: 1950ء

صفحات: 215

پبلشر: مہران پبلشنگ کمپنی کراچی

جلد دوئم: 1965ء

جلد سوئم: 1978ء

صفحات: 240

پبلشر: وفائی پبلشنگ ھاؤس کراچی

جلد چہارم: 1991ء

صفحات: 194

22 Wafai Din Muhammed " Rahatul Rooh" Sindhi Adabi Board Jamshoro, 2006, P 15.
23 Ibid P 5

پبلشر: شاہ عبداللطیف بھٹ شاہ ثقافتی مرکز، بھٹ شاہ حیدر آباد، سندھ

یہ کتاب مولانا صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں لکھی۔ یہ وہ دوٗر تھا جب برِ صغیر کے تقسیم کا عمل مکمل ہو چکا تھا اور اس سرزمین پر ایک نیا ملک ''پاکستان'' کے نام سے نمودار ہو چکا تھا۔ ان حالات میں کچھ ایسے محرکات پیدا ہوئے جنہوں نے مولانا وفائی صاحب کی توجہ سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی طرف مبذول کرائی جیسا کہ اس نے کتاب کی ابتدا میں لکھا ہے:

''ہندستان سے ہجرت کرنے والوں کا جو سیلاب سندھ پر آ ٹوٹا ہے، جس سے کچھ دوستوں نے یہ اخذ کیا کہ سندھی زبان، سندھی تہذیب، سندھی مروت، سندھی رہن سہن آگے چل کر فنا ہو جائیں گے۔ کچھ نوجوانوں نے نعرہ بلند کیا "سندھ بچاؤ، سندھ سندھیوں کی ہے"، کچھ نے کہا: "سندھی زبان کی حفاظت کرو، سندھی تہذیب کے محافظ بنو"۔ میں سب سے الگ، وہ سب کچھ سن رہا تھا، پر آنے والے حالات کا احساس رہتا تھا اور ان کے متعلق سوچ ہوتی تھی کہ ان کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ ایک رات نیند اور خواب کے بیچ مجھے سندھ کے سرتاج صوفی، حبیب، نسیب، شریف، واقف اسرار الٰہی شاہ عبداللطیف بھٹائی کا رسالہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اس سے پہلے میرا اس رسالہ کے ساتھ اتنا تعلق نہیں تھا لیکن اسی الہامی اشارے پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔ سمجھ میں آیا کہ یہ اشارہ سندھی زبان اور سندھی تہذیب کو بچانے کے لیے ہے''[24]۔

اس طرح وفائی صاحب نے قومی جذبے کے تحت، شاہ عبداللطیف بھٹائی کی سوانح، شخصیت، سیرت اور فکر کے حوالے سے کھوج اور تحقیق پر مبنی پہلی مرتبہ ایک بہترین علمی کتاب شایع کی۔

مولانا صاحب اپنی کتاب کا تعارف کراتے ہوئے نہایت ہی انکساری سے لکھتے ہیں:

''آپ کو یہ کتاب پڑھتے ہوئے نہ فقط شاہ بھٹائی کے حالات سے واقفیت ہو گی، پر آپ کے سامنے بارہویں صدی ہجری کی سندھ کی تاریخ کا ایک خوبصورت دریچہ کھل جائے گا۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب کے ہم عصروں کی مختصر سوانحیں اور سندھ کی تہذیب اور تمدن کی گہری معلومات کا بھی کافی حد تک پتا چل جائے گا۔ اس تاریخی مضمون کو ادبیانہ انداز میں پیش کرنے سے قاصر رہا ہوں۔ جو کچھ قلم کی نوک سے نکلا، اس پر نظر ثانی کی نوبت بھی نہیں آئی۔ اس کے باوجود ایک سندھی عالم ہونے کے ناتے، سندھی ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے، کتاب کو بہت اچھی کوشش سے نکھار کر پیش کیا گیا ہے''[25]۔

---

[24] Wafai Din Muhammed " Lutful Latif' Ed. 1st, Mehran Publishing Company Karachi,1950, P Alif

[25] Ibid P Jeem

اس کتاب کو نیچے دئے گئے فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

حسب نسب، تعلیم اور تربیت، سلسلہ طریقت اور بیعت، مریدی کا سلسلہ، سیر وسفر، وقت کے بڑے لوگوں سے ملاقاتیں، شادی اور صحرا کی آبادی، وقت کے کن لوگوں کی مخالفتیں، شاہ کا مذہب اور عقیدہ، شاہ صاحب کے حکیمانہ اقوال، متفرق اقوال، شاہ صاحب کی رہن سہن اور عادات، شاہ کا کلام۔

9۔تذکرہ مشاہیر سندھ

جلد اول(طبع اول):1974ء

صفحات:288

پبلشر: سندھی ادبی بورڈ، جامشورو

جلد دوئم (طبع اول) سال:1985ع

صفحات:288

پبلشر: سندھی ادبی بورڈ، جامشورہ

جلد سوئم۔(طبع اول)1986ع

صفحات:332

پبلشر: سندھی ادبی بورڈ، جامشورو۔

"تذکرہ مشاہیر سندھ" مولانا وفائی صاحب کی بہت ہی مشہور کتاب ہے۔اس کتاب لکھنے کا ارادہ اور خیال مولانا وفائی صاحب کو کیسے آیا اور مولانا صاحب کے سامنے کونسے محرکات پیدا ہوئے، جن کی وجہ سے مولانا نے مشاہیر سندھ پر قلم کشائی کی؟اس حوالے سے سندھ کے عظیم تاریخدان اور محقق پیر حسام الدین راشدی لکھتے ہیں:

"ایک بار مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہ سے علامہ محمد معین ٹھٹوی کی تصنیفات کا ذکر ہوا، تو سندھی صاحب نے فرمایا:"کتنا اچھا ہوا گر سندھ کے علماء کی سوانحیں اکٹھی کی جائیں"؟ میں نے عرض کیا کہ: میرا عزمِ مصمم ہے کہ میں اس حوالے سے کام کروں! سندھی صاحب نے فرمایا کہ:"بہت نیک ارادہ ہے اور اسی کام کو بہت ہمت کے ساتھ جاری رکھا جائے"([26])۔

مولانا عبیداللہ سندھی کی 1944ع میں رحلت کے بعد مولانا وفائی صاحب نے اپنے استادِ محترم کے حکم پر تعمیل کرنے

---

[26] Rashidi Pir Hussamul Din " Tazkirae Mashaheer e Sindh", Sindhi Adabi Board Hyderabad, 1974, V.1, P 4

لے لئے باقاعدہ پختہ ارادے اور عزم کا اظہار ماہوار "توحید" کے مارچ 1945ع کے شمارہ میں اس طرح کیا:

"ارادہ ہے کہ سندھ کے صوفیوں، عارفوں، عالموں، شاعروں، حاکموں اور دوسرے مشہور لوگوں کی سوانحیں ایک کتاب کی صورت میں جمع کردوں۔ پھر وہ مشہور لوگ خواہ سندھ میں دفن ہوئے ہوں یا سندھ سے باہر مدفون ہوں، پر بنیادی طور پر سندھی ہوں۔ اس سلسلے میں ٹھٹہ ایک بڑا مردم خیز شہر نظر آرہا ہے۔ جس میں سینکڑوں علماء، عارفین، شعراء اور صوفیاء گزرے ہیں۔ اگرچہ اس وقت ٹھٹہ میں اس قسم کا علم رکھنے والا کوئی آدمی نہیں ہے، جو میری اس کام میں پوری امداد کرے، لیکن پھر بھی میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے کام شروع کردیا ہے"([27])۔

بالآخر توکل کا سہرا باندھ کر مولانا وفائی صاحب نے یہ کام فروری 1946ع میں شروع کردیا۔ یہ اتنا کٹھن کام تھا، جس کے لئے ایک ادارے کی ضرورت تھی لیکن اس مرد مجاہد نے اکیلے ہی اس کی ذمہ داری اٹھالی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ یگانہ مرد اپنی ذات میں اکیلا ہی ایک ادارہ اور انجمن تھا۔ مولانا صاحب نے اس سلسلے میں سندھ کے اہل علم دیندار حلقوں سے ان الفاظ میں مدد کے لئے اپیل کی:

"میری گذارش ہے کہ اگر سندھ کے علمی خاندان اس کام میں میری فقط اتنی امداد کریں کہ اپنے بزرگوں کے بیان قلمبند کرکے میری طرف بھیج دیں تو یہ بھی کسی حد تک اس کام میں میری بہت بڑی امداد ہوگی اور میرا کام آسانی سے آگے بڑھے گا۔ جہاں تک کتاب کی چھپائی کا کام ہے، یہ ایک بڑا خرچ طلب کام ہے، جس کے لئے کسی اہلِ دل ثروت مند آدمی کی ضرورت ہوگی یا کوئی جماعت ہو جو اس کام کو سرانجام دے۔ یہ کام میرے جیسے اکیلے آدمی کی طاقت سے باہر ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے علمی ذوق رکھنے والے کسی انسان کو آگے کردے اور وہ اس کارِ خیر میں نکل کر سامنے آجائے اور خاطر خواہ طریقہ پر اس کام کو سرانجام دینے میں دلچسپی لے"([28])۔

یہ کتاب مولانا صاحب نے لکھ کر پوری تو کردی مگر اس کی زندگی میں زینتِ طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ مولانا صاحب اس کتاب کی جلد سوئم کے آخر میں اس کی تکمیل کی تاریخ اس طرح لکھتے ہیں:

"یوم الجمعہ 9 شعبان المعظم 1367ھ مطابق 18 جون 1948ع"([29])۔

اس کتاب میں مصنف نے کل چار سو بیالیس مشہور شخصیتوں کی سوانحیں مستند تاریخی کتب کے حوالے سے قلمبند کی ہیں۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے شایع کیا گیا ہے۔ جس کی پہلی جلد 1991ء میں، جبکہ

---

[27] Ibid ,P 1.2

[28] Ibid P 8.

[29] Wafai Din Muhammed Molana " Tazkirae Mashaheer e Sindh", 1986, V.3,P 332

دوسری اور تیسری 2005ء میں شایع کی گئیں۔ ترجمہ اور ترتیب کا کام ڈاکٹر عزیز انصاری اور عبداللہ وریاھ نے سرانجام دیا۔

10۔ یاد جاناں (سوانح میاں جان محمد جونیجو)

صفحات: 61

چھپائی کا سال: 1340ھ 1922ع

پبلشر: حکیم محمد عبدالحق۔ سکھر، پریس: شبر دار اسٹیم پریس پاپڑ منڈی لاہور

اس کتاب کا پورا نام "یاد جانان المسمّٰی سوانح عمری شہید ملت فخرِ سندھ رئیس المھاجرین میاں جان محمد جونیجو مرحوم" کتاب کے سرورق پر جلی لفظوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ سندھ کی ایک نامور شخصیت کی سوانح عمری پر مولانا وفائی جیسے عظیم محقق کے ہاتھوں تحریر کی ہوئی ہے مگر پھر بھی معلوم نہیں کن اسباب کی وجہ سے اس کا دوسرا چھاپا پبلش نہیں ہو سکا۔ اگر چھپا بھی ہے تو اس کی جانکاری کسی سے میسر نہیں ہو سکی۔

یہ کتاب سندھ کے ایک اہم سیاسی رہنما اور سماجی شخصیت سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون کے نام سے منسوب کی گئی ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے نہ صرف سندھ کے ایک اہم سیاسی رہنما کی زندگی کے حالات اور واقعات معلوم ہوتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ اس دؤر کے سندھ یا ہند کے سیاسی اور دینی ماحول اور واقعات کی منظر کشی بھی پڑھنے والوں کے سامنے آجاتی ہے۔

خلافتِ تحریک اگرچہ پورے برِصغیر میں سرگرمِ عمل تھی لیکن سندھ کی عوام نے جس جذبے اور جوش کا مظاہرہ کیا، اس کی منظر کشی وفائی صاحب اس طرح کرتے ہیں:

""ترکی سلطنت (خلافتِ عثمانیہ) کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا، جس کے حوالے سے ابتدا میں لکھنؤ میں ایک آل انڈیا کانفرنس بلائی گئی اور اس تقسیم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی اور یہ قرارداد بھی پاس کی گئی کہ سارے ہندستان کے چھوٹے بڑے شہروں میں 17 آکتوبر 1919ع کو ترکی کی بقاء اور سلطنت کے لئے دعائیں مانگی جائیں اور اسی دن کو پہلا "یوم الخلافت" کا نام دیا گیا۔ یوم الخلافت کا اعلان نہایت ہی تنگ وقت میں ہوا۔ سندھ میں اس سے پہلے خلافت کے حوالے سے علی الاعلان کوئی کام نہیں ہوا تھا۔ دوسری طرف فیض الکریم کے رسالے "تحقیق الخلافت وغیرہ" کی وجہ سے انگریز کے جاگیردار کارندوں اور ان کے چھاڑتوں نے بہت سارے مظالم ڈھائے؛ ضلع لاڑکانہ کے عالموں اور پیروں کو بہت تکالیف پہنچائی گئی تھیں۔ جس وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ایک قسم کا ڈر، خوف اور حراس بھی پیدا ہو گیا تھا۔ ایسے حالات میں لاڑکانہ میں "یوم الخلافت" کو منانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ مگر جیسے ہی وقت

قریب ہوتا گیا ایسے ہمارے نوجوان رئیس، حضرت پیر تراب علی شاہ راشدی کی مدد سے یوم الخلافت کو کامیاب بنانے کا کام نہایت گرم جوشی اور سرگرمی سے شروع کر دیا گیا۔

4 آکتوبر والے دن رئیس مرحوم کے بنگلے کے سامنے عید گاہ میں نہایت عظیم الشان جلسہ دعا منعقد کیا گیا، جس میں شہر کے علاوہ ضلع لاڑکانہ کے ہزروں لوگوں نے شرکت کی"([30])۔

کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت معلومات دی گئی ہے:

ولادت اور عام زندگی، لاڑکانہ خلافت کانفرنس، ہجرت، ہجرت کے لئے روانگی، کابل میں قیام، مہاجروں کے ایک گروہ کی واپسی، جناب رئیس المہاجرین کی ہجرت پر تقریر، مہاجرین کے پردہ میں شریر لوگ، ہندستان کا سفر، رئیس المہاجرین کا گورنمنٹ سندھ کو جواب، ناگپور کانگریس، کابل کی طرف روانگی اور پشاور میں بندش، تقریر جلسہ پشاور، تقریر اجمیر خلافت کانفرنس، وفات حسرت آیات، نظم۔

مولانا وفائی صاحب نے 61 صفحات پر مشتمل، اس مختصر کتاب میں، رئیس جان محمد جونیجو کی شخصیت اور سیاسی جدوجہد کے متعلق بہت زیادہ اور کار آمد معلومات اکٹھے کی ہے۔ اُس دوٗر کے نہایت کٹھن حالات میں اتنی معلومات اکٹھے کرنا، مولانا وفائی صاحب جیسے فقیر انسان کے ہاتھوں، علمی دنیا کا ایک بے مثال کارنامہ کہا جاسکتا ہے۔

11۔ نومسلم ہندو رانیاں

پہلا چھاپہ: 1928ع

صفحات: 64

پبلیر: حکیم محمد عبدالحق مالک اسلامیہ بک ایجنسی سکھر، پریس: رفیق عام پریس لاہور

سوانح حیات کے حوالے سے یہ الگ اور منفرد موضوع ہے، جس پر مولانا وفائی صاحب نے قلم اٹھایا ہے۔ اس کتاب میں ہندستان کی نومسلم رانیوں کے ساتھ سندھ کی نومسلم رانیوں کو خاص طور پر شامل کیا گیا ہے؛ چنانچہ مصنف اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"سندھ کی تاریخ سے جو مجھے دلچپسی ہے اس کو میرا دل ہی جانتا ہے۔ اس رسالہ کی ابتدا بھی سندھ کی ایک رانی سے ہوئی ہے۔ یہ میری اپنی پسند اور خواہش ہے۔ پھر رسالہ کی ابتدا ہندستان میں اسلام کی آمد کے وقت ایک نومسلم رانی کے

[30] Wafai Din Muhammed Molana " Yade Janan" Hakeem Muhammed Abdul Haq Islamia Book Agency Sukker, 1922, P. 9.10

نام سے ہوئی ہے اور انتہا بھی ایسی رانی سے ہوئی ہے جو اس وقت اسلام میں موجود ہے"([31])۔

یہ کتاب بہت دلچسپ پیرائے میں لکھی گئی ہے۔اس بات کا ذکر خود مصنف نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"یہ ایک رانی کی حیاتی کے بجائے ایک مستقل واقعہ یا کہانی ہے،اس میں مختلف رانیوں کی کہانیاں ہیں جنھیں الگ لطف اور جدا لذت سے پڑھا جائے۔اس میں سندھی زبان کی سادگی اور سندھی کے مروج محاوروں کا بیحد خیال رکھا گیا ہے ،جس کا اندازہ ایک سندھی زبان سے دلچسپی رکھنے والا ہی کر سکتا ہے"([32])۔

مصنف نے درج ذیل نو مسلم رانیوں کا تذکرہ کیا ہے:

رانی لادی، عبداللہ اشتر کی سندھی برہمن رانی، رانی کنولا دیوی، رانی دیول دیوی، ملکہ مریم زمانی، رانی مان بائی، رانی جودھ بائی، راٹھوڑ رانی، اودی پوری رانی، سلطان فرخ سیر کی ہندو رانی، رانی پرتھال، کوٹا رانی، راج کنور رانی، رانی روپ متی، رانی شنکر دیوی، رانی امران بائی، رانی کشل دیوی۔

کتاب میں شامل پہلی رانی کا تعلق سندھ سے ہے، جس کی تفصیل بتاتے ہوئے وفائی صاحب لکھتے ہیں:

"راجا داہر کی دو بیویاں تھیں: ایک اس کی سگی بہن تھی، جو اپنی سہیلیوں کے ساتھ سندھ کے فتح ہونے کے بعد آگ میں جل کر ستی ہوگئی اور دوسری بیوی "رانی لادی" تھی، جو برہمن آباد میں رہتی تھی۔ برہمن آباد قلعہ جو بہت مضبوط قلعہ جانا جاتا تھا،اس میں "سیسیا گر" نام سے، راجا کا گورنر رہتا تھا۔ محمد بن قاسم کی مہربانیوں کی جب ہر جگہ تعریف سنی گئی، تو سیسیا گر "رانی لادی" کی طرفداری چھوڑ کر مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہوگیا۔ رانی لادی کا بھرپور جوانی کا زمانہ تھا، وہ شہر والوں کو قلعہ سے باہر تھوڑے دنوں کے لئے عربوں کے ساتھ لڑواتی رہی۔ آخر کچھ دنوں کے محاصرے اور آمنے سامنے کے بعد برہمن آباد قلعہ فتح ہوا۔ شہر والوں کو محمد بن قاسم کی طرف سے امان حاصل ہوا۔ رانی لادی جو آخری دم تک لڑتی رہی، اسے گرفتار کرکے محمد بن قاسم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ محمد بن قاسم بھی بہت خوبصورت نوجوان تھا۔ رانی نے اس کے حسن اور پہلوانی کو بھی دیکھا اور اس کے کارناموں کو بھی سنا تو اس سے بہت متاثر ہوئی۔ اس نے پہلے ہی کچھ امیروں سے اسلام کی خوبیوں کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے دل میں بے اختیار اسلام کے لئے محبت اور شوق پیدا ہو چکا تھا اور اپنے دھرم کو تبدیل کرنے کا سوچ رہی تھی۔ پھر بہت غور فکر کے بعد اس نے اسلام قبول کیا"([33])۔

---

[31] Wafai Din Muhammed " Nao Muslim Hindoo Raniyan" Hakeem Muhammed Abdul Haq Islamia Book Agency Sukker, 1928, P.3

[32] Ibid P 3.

[33] Ibid P 6.7

خلاصہ :

مولانا دین محمد وفائی بیسویں صدی کے نصف اول کے، سندھ کے بہت بڑے عالم، صحافی، مؤرخ، سیاستدان اور مصلح تھے۔ آپ نے صحافت، سیاست، تصنیف اور تالیف کی بہت سی خدمات کے ساتھ سوانح نگاری میں بہت بڑا تحقیقی کام سرانجام دیا۔ ان کی سوانحی خدمات میں سیرت صحابہ کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ مولانا وفائی نے چاروں خلفاء راشدین کی سوانح پر الگ الگ کتب تصنیف کیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت پر ''خاتونِ جنت'' کے نام سے کتاب تحریر کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کی سوانح پر مولانا وفائی نے بہترین کتاب "حیاتِ جاودانی تذکرہ غوث اعظمؒ" تصنیف کی۔ تصوف کی دنیا میں شہرت رکھنے والی سندھ کی ایک اہم شخصیت مخدوم نوح سرور کی ہے۔ مولانا وفائی نے ان کی سوانح پر "راحت الروح"(تذکرہ مخدوم نوح سرورؒ ھالائی) لکھی۔ اس کے ساتھ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی سوانح کے متعلق شاہکار کتاب ''لطف اللطیف'' لکھی، جو اہل سندھ کے لئے ایک اہم تحفہ ہے۔ مولانا وفائی کی شہرہ آفاق کتاب "تذکرہ مشاہیر سندھ" سندھ کے عالموں، صوفیوں، درویشوں اور اولیائوں کی سوانح پر لکھی ہوئی شاندار کتاب ہے، جو مشاہیر سندھ کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے عام قارئین کے لیے ان کا بڑا احسان ہے۔ ان کے علاوہ تحریکِ ہجرت کے عظیم مجاہد رئیس جان محمد خان جونیجو کی سوانح پر ''یاد جانان'' (سوانح میاں جان محمد جونیجو) ان کی یادگار کتاب ہے۔ سوانح پر ان کی آخری کتاب ''نو مسلم ہندورانیاں'' ہے۔ یہ کتاب ایسی ہندورانیوں کی سوانح کے متعلق ہے، جو مسلمان ہوئیں اور اسلام کے مطابق انھوں نے اپنی زندگیاں گزاریں۔

سفارشات:

مولانا دین محمد وفائی کا زیادہ تر کام سندھی زبان میں ہے۔ اسے اردو کے قالب میں ڈھالا جائے تاکہ اردودان طبقہ بھی اس سے مستفید ہوسکے۔ مولانا دین محمد وفائی کے سوانحی کام پر ایک تحقیقی مقالہ لکھایا جائے، جس میں اس کے سوانحی کام کا تحقیقی وتنقیدی نظر سے جائزہ لیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)